ڈاکٹر تبسم کاشمیری

انجمن پنجاب کی ایک نایاب رپورٹ (۱۸۷۴ء-۱۸۶۹ء)

Anjumn Punjab has a peculiar and valueable status in Urdu Literature History. As the objective of Anjumn was to protect interests of East India Company but its negatives and positive effects on Urdu Literarture are remarkable. Republishing of this unique report (1874-1869) will enable to understand the objectives of Anjumn-e-Punjab.

۱۸۵۷ء کی بدترین قتل و غارت کے کچھ برس بعد برطانوی سرکار کی داخلی حکمت عملی میں تبدیلیوں کا ایک دور شروع ہوا تھا۔ اب یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ ہندوستانی اشرافیہ کی طرف تعاون کا ہاتھ بڑھایا جائے اور اس مقصد کے لیے ملک میں نئی انجمنوں کے قیام کی ضرورت محسوس کی گئی۔ دراصل یہ انجمنیں حکومت اور ہندوستانیوں کے درمیان ایک پل کا کام کرنے کے لیے بنائی جا رہی تھیں اسی قسم کی ایک انجمن لاہور میں ''انجمن پنجاب'' ۱۸۶۵ء میں قائم کی گئی تھی اس انجمن کے صدر ڈاکٹر لائیٹنر بنائے گئے تھے جو گورنمنٹ کالج لاہور کے نئے پرنسپل مقرر ہو کر یہاں آئے تھے۔ پنجاب کے لیفٹیننٹ گورنر میکلوڈ اس کے سرپرست اعلیٰ تھے۔ لاہور کے رؤسا، امرا، علما اور پڑھے لکھے لوگ اس انجمن کے رکن بنائے گئے تھے۔ انجمن کے پہلے جلسہ میں حکومت پنجاب کے اعلیٰ سرکاری افسر لاہور کے مقتدر خاندان اور علما اس میں شریک ہوئے تھے۔ انجمن کے قیام کے ساتھ ہی یہاں علمی، ادبی، اصلاحی اور نئے سائنسی علوم پر مقالے پڑھے جانے کی ابتدا ہوئی اور بہت جلد اس انجمن کی شہرت پنجاب اور ہندوستان میں پھیل گئی۔

سن ستاون کے مظالم اور کشت و خون کے بعد جب پنجاب حکومت نے نئے سائنسی اور معاشرتی علوم اور مشرقی ادبیات کے فروغ میں دل چسپی کا اعلان کیا تو لوگوں نے خوش آمدید کہا۔ چناں چہ انجمن پنجاب وہ ادارہ تھا جس نے پہلی بار پنجاب میں مغربی علوم کا چرچا کیا اور لوگوں نے نئے علمی نظریات اور سائنسی ایجادات کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ انجمن پنجاب کے پروگرام میں جدید علوم کے علاوہ مشرقی علوم و فنون اور ادبیات کی طرف بھی بالخصوص توجہ دی گئی تھی اور یہ بات انجمن کے بنیادی پروگرام کا نمایاں حصہ تھی۔ انجمن کے ان پروگراموں میں مولانا محمد حسین آزاد، الطاف حسین حالی، پیارے لال آشوب اور مولوی کریم الدین نے اپنی خدمات پیش کی تھیں۔ لاہور کے مقامی پڑھے لکھے طبقے اور ادب کے شائقین نے اس میں بڑی گہری دل چسپی لی تھی۔

انجمن کے نئے منصوبوں میں ایک بڑا منصوبہ ایک یونیورسٹی کا بھی تھا جس میں مشرقی علوم، ادبیات، انگلش اور یورپین سائنس کی تدریس کا پروگرام شامل کیا گیا تھا۔ حکومت پنجاب نے اس یونیورسٹی کو قائم کرنے کے لیے یہ کڑی شرط لگا دی تھی کہ یونیورسٹی کی تاسیس کے لیے سرمایہ پنجاب کے لوگوں کو فراہم کرنا ہوگا۔ اس کام کے لیے ڈاکٹر لائیٹنر نے ذمہ داری قبول کی اور سرمایہ اکٹھے کرنے کے لیے دن رات محنت شروع کر دی۔ اس کام میں ہر سطح کے عوام نے مدد کی۔ عام لوگ، امرا، رؤسا، مقامی سرکاری ملازم اور یورپین ملازمین نے اپنی اپنی حیثیت کے مطابق چندہ فراہم کیا۔ مگر اس کام میں گراں قدر معاونت پنجاب کی ریاستوں نے کی جن میں کشمیر اور بہاولپور کی مدد خصوصاً قابل ذکر ہے۔ ۱۸۶۹ء میں اول اول لاہور میں یونیورسٹی کالج قائم کیا گیا اور اس کے بعد یونیورسٹی کے لیے تن دہی سے کام جاری رکھا گیا۔ ڈاکٹر لائیٹنر اور انجمن پنجاب نے یونیورسٹی کے لیے یہ طے کیا تھا کہ یہاں مشرقی ادبیات اور جدید سائنسی علوم کی تربیت دی جائے گی اور تدریس میں اردو کو ذریعہ تعلیم بنایا جائے گا۔ اس شان دار منصوبے کی وجہ سے پورا پنجاب ڈاکٹر لائیٹنر کے ساتھ تھا۔ اور یہاں کے بڑے شہروں میں اس منصوبے کی حمایت میں اجلاس کیے جاتے تھے۔ ۱۸۸۰ء کے بعد یونیورسٹی قائم کرنے کا فیصلہ ہونے والا تھا۔ اس دور میں علی گڑھ سے سرسید احمد خاں نے پنجاب یونیورسٹی کے علمی منصوبے کی بھرپور مخالفت شروع

کی اور لگا تار کئی زور دار مضمون شائع کیے۔ سرسید نے ۱۸۶۹ء میں قیام لندن کے دوران یہ اعلان کیا تھا کہ علمی ترقی کے لیے ذریعۂ تعلیم اردو زبان کو بنایا جائے گا۔ مگر جب پنجاب میں اس ذریعۂ تعلیم کی یونیورسٹی قائم ہونے کا وقت آیا تو انہوں نے زبردست مخالفت کی۔ نتیجہ کے طور پر پنجاب میں سرسید کے خلاف سخت ردعمل ظاہر کیا گیا۔ بہرحال جب پنجاب یونیورسٹی کا چارٹر بنا تو اس میں انگریزی زبان کو ذریعۂ تعلیم قرار دیا گیا تھا۔ دراصل اس کی وجہ سرسید کی مخالفت ہی نہ تھی کچھ اور اثرات بھی تھے۔ ۱۸۶۵ء میں انجمن قائم ہوئی تو اسی وقت میکلوڈ کی سرپرستی میں مستشرقین کا ایک موثر گروہ یہاں موجود تھا جو مقامی زبانوں کی ترقی کا پرزور حامی تھا۔ میکلوڈ کے بعد بھی آنے والے حکم رانوں نے مستشرقین کی سرپرستی جاری رکھی۔ مگر ۱۸۸۰ء کے آس پاس پنجاب میں مستشرقین زوال کی زد میں آچکے تھے اور یہاں Anglican بااثر ہوچکے تھے۔ گورنر ایچی سن بھی اسی گروہ کا حصہ تھا۔ اس لیے انجمن پنجاب اور مستشرقین اپنے مقاصد کو حاصل کرنے میں ناکام ہوئے۔ لائیٹنر کو اس بات کا گہرا دکھ تھا۔ اس نے کئی بیانات میں یہ کہا کہ جس مقصد اور منصوبے کے لیے انجمن پنجاب کو سرپرستوں نے سرمایہ فراہم کیا تھا اس منصوبے کے مقاصد سے انحراف کرتے ہوئے حکومت پنجاب نے یونیورسٹی قائم کی اخلاقی طور پر یہ بہت غلط کارروائی تھی یہ بات اپنی جگہ درست تھی لیکن پنجاب یونیورسٹی کا قیام بہت مستحسن تھا۔ شمالی ہند میں اس ادارے نے نئی تعلیم کے دروازے وا کر دیے تھے۔ یہ بات کہنے کی ضرورت ہے کہ حکومت وقت نے ایک مخصوص کلونیل ذہن سے یہاں جو نصاب تعلیم رائج کیا وہ کلونیل مقاصد کا حامل تھا۔ نئی تعلیم یہاں دی تو جا رہی تھی مگر وہ محدود سطح پر تھی اور کلونیل مقاصد کو پورا کر رہی تھی۔ ۱۸۷۴ء انجمن کی تاریخ میں بہت اہم سال تھا۔ ۱۸۷۳ء میں پنجاب کے گورنر نے نصاب تعلیم کی کمیٹی پر کچھ اعتراضات کیے تھے اور کرنل ہالرائیڈ کو یہ ہدایت کی گئی تھی کہ مدارس کے نصاب میں قدیم عشقیہ شاعری کی جگہ مناظر فطرت پر نئی نظمیں لکھوا کر نصاب میں شامل کی جائیں۔ ۱۸۷۴ء میں ہالرائیڈ نے انجمن پنجاب کے زیر اہتمام نئے مشاعروں کا ایک سلسلہ شروع کیا جس میں شعرا نے فطرت اور مناظر پر نظمیں لکھیں۔ حالی اور آزاد نے ان مشاعروں میں یادگار نظمیں پڑھیں۔ ہندوستان بھر میں ان مشاعروں کی دھوم مچ گئی جس کے دور رس اثرات مرتب ہوئے۔ انیسویں صدی کے ربع آخر میں تو اچھی شاعری پیدا نہ ہوسکی مگر بیسویں صدی نے اس روایت کا شان دار مظاہرہ کیا۔ اقبال کی نظم ''ہمالہ'' جو ۱۹۰۱ء میں مخزن میں چھپی اس تحریک کا بڑا نقش بن کر طلوع ہوئی۔

انجمن پنجاب اس وقت تک فعال رہی جب تک ڈاکٹر لائیٹنر کا حلقۂ اثر قائم تھا۔ ان کی ریٹائرمنٹ کے بعد انجمن کا زوال شروع ہوا۔ پنجاب حکومت نے انجمن کو دی جانیوالی گرانٹ بند کر دی، اپنا تعاون ختم کر دیا اور یوں انجمن مالی بدحالی کے سبب بے حد کمزور ہوگئی۔ انجمن کا مطبع سینٹ ہال کے سامنے والی زمین پر تھا۔ زمین کا حق واپس لے لیا گیا اور مطبع اور اس کا کام برباد ہوگیا اور انجمن ۱۸۸۰ء کی دہائی میں دم توڑ گئی۔ انیسویں صدی کے نصف آخر میں انجمن پنجاب کا کام بے حد فعال تھا۔ اس دور میں انجمن، ڈاکٹر لائیٹنر کے کردار، اور لاہور کی علمی و ادبی سرگرمیوں میں حصہ لینے والے افراد پر روشنی ڈالنے کی ازبس ضرورت ہے۔ پنجاب کی تاریخ کے نہایت روشن باب پر اب تک کام نہیں ہوسکا ہے۔ لاہور کی علمی و ادبی تاریخ کے اداکاروں کے کام کی تحسین ہونی چاہیے۔ انیسویں صدی کے نصف آخر میں لاہور میں ہونے والے اس طویل ڈرامے کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ انجمن پنجاب پر قابل قدر کام امریکہ اور برطانیہ کی دانش گاہوں میں تو ضرور ہوا ہے مگر ہماری دانش گاہوں نے اسے قابل اعتنا نہیں سمجھا ہے۔ لے دے کر انجمن پنجاب کے مشاعروں کا ذکر تو ہوتا رہتا ہے مگر اس لاہور کی ادبی فضا اور علمی ماحول کا ذکر نہیں ہوتا جہاں بیسویں صدی کے ادب کے لیے بنیاد فراہم کی گئی تھی۔

میں کافی مدت سے انجمن پنجاب کے مآخذات تلاش کرتا رہا ہوں اور اس سعی میں کافی مصادر دست یاب ہوئے ہیں ان میں انجمن کی پروسیڈنگز، کاروائیاں اور رپورٹیں قابل ذکر ہیں۔ اگر یہ مواد سامنے آجائے تو انجمن پر نئی تحقیقی سرگرمیوں کا آغاز ہوسکتا ہے۔ اسی خیال سے میں ڈاکٹر رشید امجد صاحب کے حکم پر ان کو ۷۴-۱۸۶۹ء کی ایک رپورٹ ''معیار'' میں اشاعت کے لیے دے رہا ہوں، ان کی دوستانہ علمی خواہش پر یہ کام کیا گیا ہے۔ ۷۴-۱۸۶۹ء کی یہ رپورٹ انجمن کے بارے میں بہت مفید اور دل چسپ معلومات دیتی ہے اور انجمن کی علمی سرگرمیوں کو ہمارے سامنے لاتی ہے۔